سلسلہ :: رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: چوبیسویں

رسالہ نمبر 3

تیسر الماعون للسکن فی الطاعون

۱۳۲۵ھ

طاعون کے دوران گھر میں ٹھہرنے والوں کے لئے
بھلائی کو آسان کرنا

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

تیسر الماعون للسکن فی الطاعون ۱۳۲۵ھ

(طاعون کے دوران گھر میں ٹھہرنے والوں کے لئے بھلائی کو آسان کرنا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

مسئلہ ۸۵ تا ۹۳: از قصبہ نگرام ضلع لکھنؤ مرسلہ مولوی محمد نفیس صاحب ولد جناب محمد ادریس صاحب ۶ صفر ۱۳۲۵ھ

علمائے شریعت محمدیہ کا مسائل ذیل میں کیا حکم ہے:

(۱) طاعون کے خوف سے مقام خوف سے فرار کرنا کیسا ہے؟

(۲) درصورت جواز فرار، حدیث فرار عن الطاعون (جو بخاری میں عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے) کے کیا معنی ہوں گے؟

(۳) درصورت عدم جواز، فرار عن الطاعون کس درجے کی معصیت ہے، کبیرہ یا صغیرہ؟

(۴) گناہ کبیرہ یا صغیرہ پر اصرار کرنے والا شرعاً کیسا ہے؟

(۵) طاعون سے جان کے خوف سے فرار کرنے والے یا فرار کی ترغیب دینے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۶) درصورت عدم جواز فرار عن الطاعون، سے فرار کرنے والا اور ترغیب دینے والا ایک درجہ میں معصیت کے مرتکب ہوں گے یا کم زیادہ؟

(۷) مسمّی ناقل، طاعون سے فرار کو بمقابلیٔ حدیث حرمت فرار عن الطاعون، جائز ہی نہیں بلکہ بلادلیل شرعی احسن سمجھتا ہے شرعًا وہ کیسا ہے؟

(۸) بمقابلہ حدیث صحیح کے کسی صحابی کا قول یا فعل جو مخالف حدیث صحیح کے ہو کیا اصول احکام شریعت کے اعتبار سے قابل تقلید یا عمل ہوگا، قولی حدیث کے مقابلہ میں کیا صحابی کے فعل کو ترجیح دی جائے گی؟

(۹) بخیال حفظ صحت بخوف طاعون طاعونی آبادی سے فرار کرکے اسی کے مضافات میں یعنی آبادی سے کم وبیش ایک میل کے ایسے فاصلے پر چلا جانا جو آبادی کے اکثر ضروریات کو پوری کرتا ہو جس کو فنا کہتے ہیں کیا داخل فرار عن الطاعون ہوگا جس کی ممانعت وحرمت حدیث عبدالرحمٰن بن عوف سے جو بخاری جلد رابع باب مایذ کر فی الطاعون میں مروی ثابت ہے، اگر یہ خروج داخل فرار عن الطاعون ہوگا تو کیوں، جبکہ بخاری جلد رابع باب اجر الصابر فی الطاعون میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہے کہ اگر کسی کے گاؤں میں طاعون ہو اور وہ اپنے شہر میں استقلال سے ٹھہرا رہے تو اس کو اجر شہید کا ہوگا، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبدالرحمٰن بن عوف کی حدیث میں شہر طاعون سے فرار کی ممانعت ہے نہ یہ کہ شہر طاعون کے اندر خروج نہ کیا جائے کیونکہ اگر شہر کے اندر بھی خروج کی ممانعت ہوتی تو حدیث عائشہ میں صرف استقلال فی البلد سے اجر شہادت نہ ہوتا بلکہ استقلال فی البیت سے ہوتا، اور فنا میں نماز جمعہ کی اجازت سے معلوم ہوتا ہے کہ فنائے شہر بھی شہر ہے پس شہر میں خروج کرنا کیونکر داخل فرار ہوگا کیونکہ بدلیل اجازت جمعہ در فنائے شہر شہر ثابت ہوچکا ہے اور فحوائے حدیث عائشہ سے شہر کے اندر خروج کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی اور اگر یہ خروج میں داخل نہ ہوگا تو کیوں؟ جبکہ مسافر کو موضع اقامت کی عمارات سے نکلنے پر فورًا قصر واجب ہوجاتا ہے جیسا کہ کتب فقہ سے ثابت ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ شہر کا اطلاق محض عمارات پر ہوتا ہے نہ کہ فنائے عمارات پر، اور اس صورت میں حدیث عائشہ کا یہ مفہوم ہوگا کہ شہر کی عمارات سے خروج نہ کیا جائے۔ پس احد الامرین کے اختیار کرنے سے دوسرے کا کیا جواب ہوگا، حدیث عائشہ کا صحیح مفہوم کیا ہوگا، صورت اول یا آخر، ہر ایک سوال کا جواب نمبروار مدلل ومفصل مع حوالہ کتب عنایت فرمائیے۔ بیّنوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ت)

الجواب :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمدللہ الذی حمدہ للنجاۃ	اللہ تعالٰی کے بابرکت نام سے شروع جو نہایت رحم کرنے والے بے حد مہربان ہے، تمام خوبیاں اللہ تعالٰی

من البلایاخیر ماعون* وافضل الصلٰوۃ والسلام علی من جعلت شھادۃ امتہ فی الطعن والطاعون* وعلٰی اٰلہ وصحبہ الذین ھم لاماناتھم وعھدھم راعون* فلایفرون اذا لاقوا وھم فی اعلاء کلمۃ اللہ ساعون* وللہ ورسولہ طواعون، الی المعروف داعون* وعن المنکر مناعون÷	کے لئے ہیں کہ جس کی تعریف مصائب سے چھڑانے کے لئے زیادہ مفید ہے۔افضل درود وسلام اس ہستی پر کہ جس کی امت کی گواہی (بطور سند) طعن اور طاعون میں رکھی گئی اور اس کی تمام آل اور تمام صحابہ پر جو اپنی امانتوں اور عہد کی رعایت کرنے والے ہیں اور وہ بھاگتے نہیں جبکہ دشمن سے ان کا آمنا سامنا ہو اور وہ اللہ کے کلمے کو بلند کرنے میں کوشاں رہتے ہیں اللہ تعالٰی اور اس کے رسول کے بہت فرمانبردار ہیں اور بھلائی کی دعوت دینے والے اور برائی سے روکنے والے ہیں۔(ت)

طاعون سے فرار گناہ کبیرہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الفار من الطاعون کالفار من الزحف۔رواہ الامام احمد[1] بسند حسن والترمذی وقال حسن غریب و ابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحھما والبزار و الطبرانی وعبدبن حمید عن جابر بن عبداللہ و احمد بسند صحیح وابن سعد وابو یعلٰی والطبرانی فی الکبیر وفی الاوسط وابونعیم فی فوائد ابی بکر بن خلاد عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم۔	طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسے جہاد میں کافروں کے مقابلے سے بھاگ جانے والا۔(امام احمد نے سند حسن سے اور امام ترمذی نے اس کو روایت کیا اور فرمایا حدیث حسن غریب ہے۔ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحاح میں اس کو روایت کیا ہے۔بزار، طبرانی اور عبد بن حمید نے حضرت جابر بن عبداللہ کے حوالے سے، نیز امام احمد نے سند حسن سے، ابن سعد، ابویعلٰی اور طبرانی نے الکبیر اور الاوسط میں اور ابونعیم نے ابوبکر بن خلاد کے فوائد میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے حوالہ سے اسے روایت کیا ہے۔ت)

اور اللہ عزوجل جہاد میں کفّار کو پیٹھ دے کر بھاگنے والے کی نسبت فرماتا ہے:

"فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ	وہ بیشک اللہ کے غضب میں پڑا اور اس کا ٹھکانا

[1] مسند امام احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶ /۲۵۵، ۱۴۵، ۸۲، الزواجر عن اقتراف الکبائر الکبیرۃ التاسعۃ والتسعون بعد الثلاثمأتہ دار الفکر بیروت ۲ /۸۸۔۲۸۷

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ۝ "[2]	دوزخ ہے اور کیا بری جائے بازگشت ہے۔

امام ابن حجر مکی زواجر عن اقتراف الکبائر میں فرماتے ہیں:

الکبیرۃ التاسعۃ والتسعون بعد الثلثمائۃ الفرار من الطاعون[3]۔	تین سو کبیرہ گناہوں کے بعد ننانوے نمبر پر طاعون سے بھاگنا کبیرہ گناہ ہے۔(ت)

اسی میں بعد ذکر حدیث مذکور بتخریج ترمذی وابن حبان وغیرہما فرمایا:

القصد بھٰذا التشبیه انما ھو زجر الفار والتغلیظ علیه حتی ینزجرولایتم ذٰلك الا ان کان کبیرۃ کالفرار من الزحف[4]۔	اس تشبیہ سے مقصود طاعون سے بھاگنے والے کی سرزنش اور اس پر سختی کرنا ہے تاکہ وہ اس سے باز آجائے، اور یہ بات اس کے کبیرہ گناہ ہونے کے بغیر پوری نہیں ہوسکتی جیسے جنگ سے بھاگنا۔(ت)

مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالٰی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

ضابطہ در وباء ہمیں ست کہ درانجاکہ ہست نباید رفت و ازانجاکہ باشد نباید گریخت اگرچہ گریختن در بعض مواضع مثل خانہ کہ دروے زلزلہ شدہ یاآتش گرفتہ یانشستن در زیر دیوارے کم خم شدہ نزد غلبہ ظن بہلاک آمدہ است امادر باب طاعون جز صبر نیامدہ مگر گریختن تجویز نیافتہ وقیاس ایں برآں مردود وفاسد است کہ آنہا از قبیل اسباب عادیہ اند وایں از اسباب وہمی وبرہر تقدیر گریختن ازانجا جائز نیست وہیچ جا وارد نشدہ وہرکہ بگریز وعاصی ومرتکب کبیرہ ومردودست نسأل اللہ العافیۃ[5]۔	وباء میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جہاں ہو (یعنی جہاں وباء پھوٹ پڑے) وہاں نہ جائے اور جس جگہ بندہ موجود ہو اور وہاں وباء کی صورت بن جائے تو وہاں سے نہ بھاگے اگرچہ بعض مقامات مثلاً وہ گھر جو زلزلے کا شکار ہورہا ہو یا جس میں آگ لگ گئی ہو یا گرنے والی دیوار کے نیچے کھڑا ہو تو ان تمام مقامات سے ہلاکت کے غالب گمان وامکان کے پیش نظر بھاگ جانے کی اجازت ہے۔ لیکن طاعون کے باب میں سوائے صبر کے کچھ نہیں کرنا چاہئے، لہٰذا وہاں سے بھاگنے کی تجویز نہیں دی گئی۔ پس اس کو اس پر قیاس کرنا مردود اور فاسد ہے کہ وہ اسباب عادیہ کے قبیل سے ہے اور یہ اسباب توہم سے ہے

---

[2] القرآن الکریم ۸/ ۱۶

[3] الزواجر لابن حجر مکی الکبیرۃ التاسعۃ والتسعون بعد الثلاثمائۃ دار الفکر بیروت ۲/ ۲۸۵

[4] الزواجر لابن حجر مکی الکبیرۃ التاسعۃ والتسعون بعد الثلاثمائۃ دار الفکر بیروت ۲/ ۲۸۸

[5] اشعۃ اللمعات شرح المشکوٰۃ کتاب الجنائز باب عیادۃ المریض مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۶۳۹

	بہر حال اس جگہ سے بھاگنا جائز نہیں اور یہ کسی جگہ وارد نہیں ہوا، لہٰذا جو کوئی (اس سے) بھاگے تو گنہگار ہوگا اور مرتکب کبیرہ اور مردود ہوگا۔ ہم اللہ تعالٰی سے عافیت چاہتے ہیں۔ (ت)

شرح مشکوٰۃ علامہ طیّبی میں زیر حدیث مذکور ہے:

شبہ بہ ای بالفرار من الزحف فی ارتکاب الکبیرۃ[6]۔	جنگ سے بھاگ جانے کے ساتھ طاعون سے بھاگ جانے کو تشبیہ ارتکاب کبیرہ کی وجہ دی گئی (ت)

شرح مؤطا میں ہے:

قال ابن خزیمۃ انہ من الکبائر التی یعاقب اللہ تعالٰی علیہا ان لم یعف[7]۔	محدث ابن خزیمہ نے فرمایا: طاعون سے بھاگ جانا ان کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ جن پر اللہ تعالٰی عذاب دیتا ہے جبکہ وہ معاف نہ فرمائے۔ (ت)

صغیرہ پر اصرار اسے کبیرہ کردیتا ہے اور کبیرہ پر اصرار اور سخت ترکبیرہ۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاصغیرۃ مع الاصرار۔ رواہ فی مسند[8] الفردوس عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	کوئی گناہ اصرار کے بعد صغیرہ نہیں رہتا (محدث دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے۔ ت)

فرار کی ترغیب دینے والا فرار کرنے والے سے اشد وبال میں ہے نفس گناہ میں احکام الٰہیہ سے معارضہ ومخالفت کی وہ شان نہیں جو برعکس حکم شرع نہی عن المعروف وامر بالمنکر میں ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ"[9] الی قولہ عزوجل "وَالْمُؤْمِنُوْنَ	منافق مرد اور منافق عورتیں آپس میں ایک ہیں برائی کا حکم دیتے اور بھلائی سے منع کرتے ہیں اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں دینی

[6] شرح الطیبی علی مشکوٰۃ المصابیح کتاب الجنائز عیادۃ المریض ادارۃ القرآن کراچی ۳ /۳۲۲
[7] شرح الزرقانی مؤطا الامام مالک باب ماجاء فی الطاعون تحت حدیث ۱۷۲۲ دار المعرفۃ بیروت ۴ /۲۴۲
[8] الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۷۹۴۴ عن ابن عباس دار الکتب العلمیہ بیروت ۵ /۱۹۹
[9] القرآن الکریم ۹ /۶۷

وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ"[10]	بات پر ایک دوسرے کے مددگار ہیں بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں۔

گنہگار اپنی جان کو گرفتار عذاب کرتا ہے اور گناہ کی ترغیب دینے والا خود عذاب میں پڑا اور دوسرے کو بھی عذاب میں ڈالنا چاہتا ہے جتنے اس کی بات پر چلتے ہیں سب کا وبال اُن سب پر اور اُن کے برابر اس اکیلے پر ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من دعا الی ھدی کان له من الاجر مثل اجور من اتبعه لاینقص ذٰلك م اجورھم شیئا ومن دعا الی ضلالة کان علیه من الاثم مثل اثام من اتبعه لاینقص ذٰلك من اٰثامھم شیئا۔رواہ الائمة احمد[11] والستة الاالبخاری عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالٰی عنه۔	جو سیدھے راستے کی طرف بلائے جتنے اس کی پیروی کریں سب کے برابر ثواب پائے اور ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو، اور جو گمراہی کی طرف بلائے جتنے اس کے کہے پر چلیں سب کے برابر اس پر گناہ ہو اور ان کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہو (ائمہ کرام مثلاً امام احمد نے اور بخاری کے علاوہ ائمہ ستہ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی) نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے روایت کیا ہے۔ت)

اور جب طاعون سے فرار کبیرہ ہے تو لوگوں کو اس کی ترغیب دینی سخت تر کبیرہ، اور دونوں فاسق ہیں، اور غالباً اعلان بھی نقد وقت اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔غنیہ میں ہے:

لوقدموا فاسقا یاثمون[12]۔	اگر لوگ فاسق کو (امامت کے لئے) آگے کریں تو سب گناہگار ہوں گے۔(ت)

[10] القرآن الکریم ۹ /۷۱

[11] مسند احمد بن حنبل عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲ /۲۹۷، صحیح مسلم کتاب العلم باب من سنّ سنۃ حسنۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۴۱، سنن ابی داؤد کتاب السنۃ ۲ /۲۷۹ و جامع الترمذی ابواب العلم ۲ /۹۲، سنن ابن ماجہ باب من سنّ سنۃ الخ ص ۹۱

[12] غنیہ المستملی شرح منیۃ المصلّی فصل فی الامامۃ وفیہا مباحث سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

ردالمحتار میں ہے:

فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعا فهو کالمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لما ذکرنا[13]۔	اس لئے کہ اس کو امامت کے لئے آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ لوگوں پر شرعًا اس کی توہین وتذلیل واجب ہے للذا وہ بدعتی کی طرح ہے ہر حال میں اس کی امامت مکروہ ہے بلکہ شرح منیہ میں یہ بیان کیا گیا کہ اس کے آگے کرنے میں جو کراہت ہے وہ کراہت تحریمی ہے اس وجہ سے جو ہم نے بیان کردی۔(ت)

طاعون سے فرار کو جو احسن سمجھتا ہے اگر جاہل ہے اور اسے معلوم نہیں کہ احادیث صحیحہ اس کی تحریم میں وارد ہیں اسے تفہیم کی جائے اور اگر دانستہ حدیثوں کا انکار کرتا ہے تو صریح گمراہ ہے۔ شرح موطا للعلامۃ الزرقانی میں زیر حدیث عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ دربارہ طاعون ہے:

فیه دلیل قوی علی وجوب العمل بخبر الواحد لانه کان بمحضر جمع عظیم من الصحابة فلم یقولوا لعبد الرحمٰن انت واحد وانما یجب قبول خبر الکافة.ماضل من قال بهذا والله تعالٰی یقول ان جاءکم فاسق بنبا فتبیّنوا وقرئ فتثبتوا فلوکان العدل اذاجاء بنبأ تثبت فی خبره ولم ینفذ لاستوی مع الفاسق وهذا خلاف القراٰن ام نجعل المتقین کالفجار قاله ابن عبدالبر[14]۔	اس میں قوی دلیل ہے کہ خبر واحد پر عمل کرنا واجب ہے (کیونکہ عبدالرحمٰن ابن عوف کا حدیث طاعون بیان فرمانا) صحابہ کرام کی ایک عظیم جماعت کی موجودگی میں تھا، پھر کسی نے حضرت عبد الرحمٰن سے یہ نہیں کہا کہ تم ایک اکیلے بیان کررہے ہو (للذا تمہارے اکیلے پن کے باعث تمہاری بات پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا) للذا پوری جماعت کی خبر قبول کرنا واجب اور ضروری ہے، پس جس کسی نے یہ کہا وہ کس قدر بھٹک گیا، اور اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے کہ اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کرلیا کرو، اور یوں بھی پڑھا گیا فتثبتوا یعنی ثابت قدم اور مضبوط ہوجایا کرو (یعنی اس کی خبر میں توقف کیا کرو تاکہ پتہ چل جائے) پھر اگر کوئی عادل خبر لائے تو تو اس خبر میں ثابت قدم رہے لیکن اس کی خبر نافذ نہ ہو تو وہ فاسق (غیر معتبر) کے

[13] ردالمحتار کتاب الصلٰوۃ باب الامامة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۷۶

[14] شرح الزرقانی علی مؤطا الامام مالک باب ماجاء فی الطاعون دار المعرفة بیروت ۴/ ۲۳۸

	ساتھ برابر ہو جائے گا حالانکہ یہ بات نص قرآن کے خلاف ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے: "کیا ہم پرہیزگاروں کو فاجروں کے برابر کردیں گے؟" چنانچہ علامہ ابن عبدالبر نے یہی فرمایا ہے۔(ت)

جس امر میں رائے واجتہاد کو دخل نہ ہو اس میں قول صحابی دلیل قول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے ورنہ جس حدیث کی مخالفت کی اگر اس کے راوی خود یہ صحابی ہیں اور مخالفت صرف ظاہر نص کی ہے مثلاً عام کی تخصیص یا مطلق کی تقیید تو یہ اثر صحابی اس حدیث مرفوع کی تفسیر ٹھہرے گا اور اسے اسی خلاف ظاہر پر محمول سمجھا جائے گا اور مخالفت مفسر کی ہے تو صریح دلیل ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہو چکی صحابی کو اس کا ناسخ معلوم تھا، اور اگر یہ خود اس کے راوی نہیں تو یہ معاملہ اگر اس قابل نہ تھا کہ ان صحابی پر مخفی رہتا تو ان کی مخالفت اس روایت مرفوعہ کے قبول میں شبہہ ڈالے گی ورنہ حدیث ہی مرجح ہے جیسا کہ غیر صحابہ کے قول وفعل پر مطلقاً جب تک حد اجماع تک نہ پہنچے۔ مسلم الثبوت میں ہے:

روی الصحابی وحمل ظاھرا علی غیرہ کتخصیص العام فالحنفیۃ علی ماحمل لان ترك الظاھر بلاموجب حرام فلایترکہ الابدلیل قطعا ولوترك نصًا مفسرا تعین علمہ بالناسخ فیجب اتباعہ وان عمل بخلاف خبرہ غیرہ فان کان صحابیا فالحنفیۃ ان کان ممایحتمل الخفاء لایضر او لا فیقدح وان کان غیر صحابی ولو اکثر الامۃ فالعمل بالخبر[15] اھ مختصرًا۔	اگر خود صحابی نے روایت کی اور حدیث کے ظاہر کو غیر ظاہر پر حمل کیا جیسے عام کی تخصیص، تو اس صورت میں حنفیّہ کی رائے وہی ہے جس پر اس نے حدیث کو حمل کیا ہے کیونکہ ظاہر کو بغیر کسی سبب چھوڑ دینا حرام ہے لہٰذا بغیر کسی قطعی دلیل کے وہ اسے نہیں چھوڑتا۔ اگر کسی نص مفسر کو چھوڑ دے (تو اس کا مفہوم یہ ہوگا) کہ حدیث اس کے نزدیک منسوخ ہے اور اس کے علم میں اس کا ناسخ متعین ہے تو اس کی اتباع ضروری ہے اور اگر اس نے کسی دوسرے کی روایت کے خلاف عمل کیا۔ اگر یہ خود صحابی ہیں تو اگر معاملہ خفاء کا احتمال رکھتا ہے تو اول کچھ مضر ہی نہیں کہ قدح پیدا کرے گا اور اگر یہ صحابی نہیں اگرچہ اکثر افراد امت ہوں، تو پھر عمل صرف حدیث پر ہوگا اھ مختصراً۔(ت)

اُسی میں ہے:

الرازی مناوالبردعی والبزدوی والسرخسی	ہم میں سے رازی، بردعی، بزدوی، سرخسی اور

[15] مسلم الثبوت الاصل الثانی السنۃ مسئلہ وی الصحابی المجمل مطبع انصاری دہلی ص ۱۹۶۔۱۹۷

واتباعهم قول الصحابي فيما يمكن فيه الرأي ملحق بالسنة لغيره لابمثله ونفاه الكرخي وجماعة وفيما لايدرك بالرأي فعند اصحابنا اتفاق فله حكم الرفع[16] اهملتقطا۔	ان کے تابعین (موافقین) فرماتے ہیں کسی صحابی کا قول اگر ایسے معاملہ میں ہو جس میں رائے ممکن ہو تو وہ دوسروں کے لئے سنت سے ملحق ہے نہ کہ خود اس کے لئے، لیکن امام کرخی اور ایک گروہ نے اس کی نفی کی، اور اگر کسی معاملہ کا ادراک رائے کے ساتھ نہ ہوسکے تو اس پر ہمارے اصحاب کا اتفاق ہے یہ کہ وہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے اھ ملتقطا (ت)

یہ اجمالی کلام ہے اور نظر مجتہد کے لئے ہے اور حدیث طاعون اسی قبیل سے ہے جس کا بعض بلکہ اکثر صحابہ پر بھی مخفی رہنا جائے عجب نہ تھا جیسا کہ حدیث صحیحین سے ثابت ہے کہ جب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو راہ شام میں خبر ملی کہ وہاں طاعون ہے صحابہ کرام میں پہلے مہاجرین عظام پھر انصار کرام پھر مشائخ قریش مہاجرین فتح مکہ کو بلاکر مشورے لئے سب نے اپنی اپنی رائے ظاہر کی مگر کسی کو اس بارے میں ارشاد اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم معلوم نہ تھا، نہ خود امیر المومنین کے علم میں تھا یہاں تک کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ اس وقت اپنے کسی کام کو تشریف لے گئے تھے انہوں نے آکر ارشاد والا بیان کیا اور اسی پر عمل کیا گیا[17]۔ یونہی صحیحین کی حدیث سے ثابت کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ احد العشرۃ المبشرہ کو یہ ارشاد اقدس کہ جب دوسری جگہ طاعون ہونا سنو وہاں نہ جاؤ اور جب تمہارے یہاں پیدا ہو تو وہاں سے نہ بھاگو، معلوم نہ تھا، یہاں تک کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے محبوب ابن المحبوب اور سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سامنے کے بچے ہیں انہیں یہ حدیث سنائی بلکہ صحیحین سے یہ بھی ثابت کہ سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ان سے سوال کرکے اس کا علم حاصل فرمایا۔

فقد اخرجا عن عامر بن سعد بن ابي وقاص عن ابيه انه سمعه يسأل اسامة بن زيد ماذا سمعت	بخاری و مسلم نے عامر بن سعد عن ابیہ سے تخریج فرمائی ہے کہ انہوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے خود سنا کہ

[16] مسلم الثبوت الاصل الثانی السنۃ مسئلہ قول الصحابی فیما یمکن فیہ الرأی انصاری دہلی ص ۲۰۸۔۲۰۷

[17] صحیح البخاری کتاب الطب باب مایذکر فی الطاعون قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۸۵۳، صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعون والطیرۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۲۸

من رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الطاعون رجز ارسل علی بنی اسرائیل اوعلی من کان قبلکم فاذا سمعتم بہ بارض فلاتقدموا علیہ واذ وقع بارض وانتم بھافلاتخرجوا فرارمنہ[18]۔	وہ حضرات اسامہ بن زید سے پوچھ رہے تھے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق کیا سنا، یہ کہ طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل یا ان سے پہلے لوگوں پر بھیجاگیا لٰہذا جب تم اس کے بارے میں سنو کہ فلاں زمین میں پھیل گیا ہے تو وہاں نہ جاؤاور جس جگہ تم مقیم ہو وہاں طاعون پیدا ہوجائے تو اس سے بھاگتے ہوئے وہاں سے باہر نہ جاؤاور (جگہ قیام) نہ چھوڑو۔(ت)

اوراس کے بعد خوداسے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

ای یرسل ارسالا ثقۃ بروایۃ اسامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	یعنی ارسال فرماتے ہوئے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت پر اعتماد کرتے ہوئے(ت)

صحیح مسلم شریف میں بعد ذکرحدیث اسامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ہے:

وحدثنیہ وھب بن بقیۃ فذکر بسندہ عن ابراھیم بن سعد بن مالك عن ابیہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بنحوحدیثھم[19]۔	مجھ سے وہب بن بقیہ نے بیان کیا پھر اس نے اپنی سند سے ان کی حدیث کی طرح حدیث بیان کی(اور سند یہ ہے)ابراہیم بن سعد بن مالک کے حوالہ سے اس نے اپنے والد گرامی سعد بن مالک کے حوالہ سے انہوں نے خود حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت فرمائی۔(ت)

تو دوایک صحابہ سے جواس کاخلاف مروی ہوااطلاع حدیث سے پہلے تھا جیسے عمروبن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ طاعون سے بہت خوب کرتے لوگوں کو متفرق ہوجانے کی رائے دی معاذبن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہ اعلم الناس بالحلال والحرام وامام العلماء یوم القیام (جو سب لوگوں سے زیادہ حلال وحرام کو جاننے والے ہیں اور قیامت کے دن علمائے کرام کے امام ہوں گے۔ت) ہیں ان کارَدّ شدید کیااور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث بیان کی اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کاتب وحی نے نہایت شدت سے رَد کیااور فرار عن الطاعون سے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کامنع فرمانا روایت کیا، عمروبن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ

---

[18] صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب منہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۹۴، صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعن والطیرۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۲۸

[19] صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعن والطیرۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۲۸

نے فوراً رجوع فرمائی اوران کی تصدیق کی۔

اخرج ابن خزیمة فی صحیحه عن عبدالرحمٰن بن غنم قال وقع الطاعون بالشام فقال عمرو بن العاص رضی الله تعالٰی عنه ان هذا الطاعون رجس ففروا منه فی الاودیة والشعاب، فبلغ ذٰلك شرحبیل بن حسنة رضی الله تعالٰی عنه فغضب وقال کذب عمرو بن العاص فقد صحبت رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم وعمرو اضل من جمل اهله، ان هذا الطاعون دعوة نبیکم ورحمة ربکم ووفاة الصالحین قبلکم[20] الحدیث ولفظ ابن عساکر عن عبد الرحمٰن بن غنم قال کان عمرو بن العاص رضی الله تعالٰی عنه حین احس بالطاعون فرق فرقاً شدیدا فقال یا ایها الناس تبددوا فی هذه الشعاب وتفرقوا فانه قد نزل بکم امر من الله تعالٰی لا اراه الا رجزا اوالطوفان قال شرحبیل بن حسنة رضی الله تعالٰی عنه قد صحابنا رسول الله	ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں حضرت عبدالرحمٰن ابن غنم کے حوالے سے تخریج فرمائی، فرمایا ملک شام میں طاعون کا مرض پھوٹ پڑا تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا(لوگو!) یہ طاعون اللہ تعالٰی کا عذاب ہے لہٰذا اس سے بھاگ کر وادیوں اور پہاڑی گھاٹیوں میں چلے جاؤ، پھر شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو یہ اطلاع پہنچی تو غضبناک ہوئے اور فرمایا عمرو بن عاص نے غلط کہا ہے کیونکہ میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں لیکن عمرو تو زیادہ بھٹکا ہوا ہے اپنے گھر کے اونٹ سے، بلاشبہ یہ طاعون تمہارے نبی کی دعوت ہے اور تمہارے پروردگار کی رحمت اور تم سے پہلے نیک لوگوں کی وفات ہے (الحدیث) ابن عساکر حضرت عبدالرحمٰن بن غنم کے حوالے سے یوں کہتے ہیں اس نے فرمایا حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کو جب طاعون محسوس ہوا تو وہ انتہائی خوفزدہ ہوئے اور فرمایا(لوگو!)ان گھاٹیوں میں الگ الگ اور منتشر ہوجاؤ کیونکہ تم پر اللہ تعالٰی کا امر (عذاب) نازل ہوگیا ہے اور میں اس کو عذاب یا طوفان ہی خیال کرتا ہوں، حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[20] کنزالعمال بحوالہ ابن خزیمہ کر حدیث ۲۸۷۵۶ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۰/ ۶۰۳

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و انت اضل من حمار اھلك قال عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہ صدقت قال معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ لعمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کذبت لیس بالطوفان ولابالرجز ولکنھا رحمۃ ربکم ودعوۃ نبیکم وقبض الصالحین قبلکم[21] الحدیث ورواہ الامام الطحاوی فی شرح معانی الاثار من حدیث شعبۃ عن یزید بن حمیر قال سمعت شرحبیل بن حسنۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ یحدث عن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ ان الطاعون وقع بالشام فقال عمرو تفرقوا عنہ فانہ رجز فبلغ ذٰلك شرحبیل بن حسنۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ فقال قد صحبت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فسمعتہ یقول انھا رحمۃ ربکم ودعوۃ نبیکم وموت الصالحین قبلکم فاجتمعوالہ ولاتفرقوا علیہ فقال عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہ صدق[22] وللحدیث طریق اخری عن شھر	کے ساتھ وقت گزارا ہے تم تو اپنے گھر والوں کے گدھے سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے ہو۔ حضرت عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا آپ نے سچ کہا ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا آپ نے غلط کہا نہ یہ طوفان ہے اور نہ عذاب بلکہ یہ تمہارے پروردگار کی رحمت اور تمہارے نبی کی دعا ہے اور تم سے پہلے نیک لوگوں کی موت ہے (الحدیث) امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں شعبہ کی حدیث یزید بن حمیر کے حوالے سے روایت فرمائی، فرمایا میں نے حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سنا کہ وہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے بیان کرتے تھے، ملک شام میں طاعون واقع ہوا تو حضرت عمرو بن عاص نے لوگوں سے فرمایا کہ اس سے منتشر ہو جاؤ اور بکھر جاؤ کیونکہ یہ عذاب ہے، جب شرحبیل بن حسنہ تک یہ خبر پہنچی تو ارشاد فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہا ہوں میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ تمہارے رب کی رحمت، تمہارے نبی کی دعا اور تم سے پہلے نیک لوگوں کی موت ہے لہٰذا اس کے لئے جمع ہو جاؤ اور اس سے متفرق و منتشر نہ ہو۔ اس پر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا سچ ہے۔ حدیث

[21] کنز العمال بحوالہ کر حدیث ۲۸۷۵۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/۴ ـ ۶۰۵

[22] شرح معانی الآثار کتاب الکراھۃ باب الاجتناب من ذی الطاعون الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲ /۴۱۵

بن حوشب قال فیھا فقام شرحبیل بن حسنۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ فقال واللہ لقد اسلمت وان امیرکم ھذا اضل من جمل اھلہ فانظروا مایقول قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا وقع بارض وانتم بھا فلاتھربوا فان الموت فی اعناقکم واذا کان بارض فلاتدخلوھا فانہ یحرق القلوب[23]۔	کے لئے ایک دوسرا طریق شہر بن حوشب کے حوالے سے ہے چنانچہ اس میں فرمایا پھر شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا خدا کی قسم میں اسلام لایا جبکہ تمہارا یہ امیر اپنے گھر کے اونٹ سے بھی زیادہ بھٹکا ہوا ہے پھر دیکھو وہ کیا کہتا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب طاعون کسی جگہ واقع ہو جائے اور تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے نہ بھاگو کیونکہ موت تمہاری گردنوں میں لٹک رہی ہے، اور جب طاعون کہیں پھوٹ پڑے تو وہاں نہ جاؤ کیوں وہ دلوں کو جلادیتا ہے (ت)

بعض لوگ اسے امیر المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف نسبت کردیتے ہیں مگر امیر المومنین خود فرماتے ہیں کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں طاعون سے بھاگا، الٰہی! میں اس تہمت سے تیرے ہاں براءت کرتا ہوں۔ امام اجل طحاوی روایت فرماتے ہیں:

عن زید بن اسلم عن ابیہ قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ اللّٰھم ان الناس زعموا انی فررت من الطاعون وانا ابرأالیك من ذٰلك ھذا[24] مختصر۔	اسلم کے بیٹے زید نے اپنے والد اسلم سے روایت کی، اس نے کہا امیر المومنین جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: "یااللہ! لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ میں طاعون سے بھاگا ہوں، میں اس الزام سے تیری بارگاہ میں براءت کااعلان کرتا ہوں"۔ یہ مختصر ہے۔ (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے طاعون سے بھاگنا حرام فرمایا اس میں کوئی تخصیص شہر وبیرون شہر کی نہیں، جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث امام احمد وامام الائمہ ابن خزیمہ کے یہاں یوں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الفار من الطاعون کالفار من الزحف	طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا جہاد میں

[23] کنز العمال حدیث ۲۸۵۷۱ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۶۰۲

[24] شرح معانی الآثار کتاب الکراھۃ باب الاجتناب من ذی الطاعون الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۱۸

والصابر فیه کالصابر فی الزحف[25]۔	کفار کے سامنے سے بھاگنے والا اور طاعون میں ٹھہرنے والا ایسا ہے جیسا جہاد میں صبر واستقلال کرنے والا۔

انہیں کی دوسری روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الفار من الطاعون کالفار من الزحف ومن صبر فیه کان له اجر شهید[26]۔	طاعون سے بھاگنے والا جہاد سے بھاگنے والے کی طرح ہے اور جو اس میں صبر کئے رہے اس کے لئے شہید کا ثواب ہے۔

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی حدیث امام احمد کی مسند میں مثل پارہ اول حدیث جابر ہے اور ابن سعد کے یہاں یوں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الفار من الطاعون کالفرار من الزحف[27]۔	طاعون سے بھاگنا جہاد سے بھاگ جانے کے مثل ہے۔

احمد کی دوسری روایت یوں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الطاعون غدة کغدة البعیر المقیم بها کالشهید والفار منها کالفار من الزحف[28]۔	طاعون ایک گلٹی ہے جس طرح اونٹ کی وبا میں اس کے نکلتی ہے جو اس میں ٹھہرا رہے وہ شہید کے مثل ہے اور اس سے بھاگنے والا جہاد سے بھاگ جانے والے کی طرح ہے۔

مسند ابویعلٰی کے لفظ یوں ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

وخزة تصیب امتی من اعدائهم من الجن کغدة الابل من اقام علیها کان مرابطا ومن اصیب به کان	طاعون ایک کونچا ہے کہ میری امت کو ان کے دشمن جنوں کی طرف سے پہنچے گا جیسے اونٹ کی گلٹی، جو مسلمان اس پر صبر کئے ٹھہرا رہے وہ ان میں سے ہو

[25] مسند احمد بن حنبل عن جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳ /۲۵۔۳۲۴

[26] مسند احمد بن حنبل عن جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳ /۳۶۰

[27] الدرالمنثور بحوالہ احمد وعبدبن حمید والبزار وابن خزیمہ عن جابر آیۃ الم ترالی الذین خرجوا عن دیارھم الخ ۱ /۳۱۲

[28] مسند احمد بن حنبل عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶ /۱۴۵

شهيدا والفار منه كالفار من الزحف[29]۔	جو راہ خدا میں سرحد کفار پر بلاد اسلام کی حفاظت کے لئے اقامت کرتے ہیں اور جو مسلمان اس میں مرے وہ شہید ہوا اور جو اس سے بھاگے وہ کافروں کو پیٹھ دے کر بھاگنے والے کی مانند ہو۔

معجم اوسط کی روایت یوں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الطاعون شهادة لامتي و وخز اعدائكم من الجن، غدة كغدة البعير تخرج في الاباط والمراق من مات فيه مات شهيدا ومن اقام فيه كان كالمرابط في سبيل الله ومن فر منه كان كالفار من الزحف[30]۔	طاعون میری امت کے لئے شہادت ہے اور وہ تمہارے دشمن جنوں کا کونچا ہے اونٹ کے غدود کی طرح گلٹی ہے کہ بغلوں اور نرم جگہوں میں نکلتی ہے جو اس میں مرے شہید مرے اور جو ٹھہرے وہ راہ خدا میں سرحد کفار پر بانتظار جہاد اقامت کرنے والے کی مانند ہے اور جو اس سے بھاگ جائے جہاد سے بھاگ جانے کے مثل ہو۔

اقول: (میں کہتا ہوں) **اوّلاً:** ان تمام الفاظ حدیث میں صرف طاعون سے بھاگنے پر وعید شدید اور صبر کئے ٹھہرے رہنے کی ترغیب وتاکید ہے، شہر یا محلے یا حوالی شہر وغیرہ کی کچھ قید نہیں، تو جو نقل وحرکت طاعون سے بھاگنے کے لئے ہوگی اگرچہ شہر ہی کے محلوں میں وہ بلاشبہہ اس وعید وتہدید کے نیچے داخل ہے۔

ثانیاً: حدیث ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی صحیح بخاری شریف، مسند امام احمد رحمہ اللہ تعالٰی میں بسند صحیح برشرط بخاری ومسلم برجال بخاری جلد ششم آخر ص ۲۵۱ واول ۲۵۲ میں یوں ہے:

حدثنا عبدالصمد ثنا داؤد يعني ابن ابي الفرات ثنا عبدالله بن بريدة ؏ عن يحيى بن يعمر	(ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا (اس نے کہا) ہم سے داؤد ابن ابی الفرات نے بیان کیا (اس نے کہا) ہم سے عبداللہ بن ابی بریدہ نے

؏: وقع ههنا في نسخة المسند المطبوعة ابن ابي بريده والصواب ابن بريدة كما ذكرنا ۱۲منه۔	مسند احمد کے مطبوعہ نسخہ میں ابن ابی بریدہ لکھا ہے مگر درست ابن بریدہ ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے ۱۲منہ (ت)

[29] الترغیب والترهیب الترهیب من ان یموت الانسان الاسنان الخ حدیث ۲۵ مصطفی البابی مصر ۲/ ۳۳۸، مجمع الزوائد کتاب الجنائز باب فی الطاعون والثابت دار الکتب بیروت ۲/ ۳۱۵

[30] المعجم الاوسط حدیث ۵۵۲۷ مکتبۃ المعارف الریاض ۶/ ۲۴۹، کنز العمال بحوالہ طس حدیث ۲۸۴۳۷ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۰/ ۸۷ و ۸۸، جامع الصغیر بحوالہ طس حدیث ۵۳۳۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۳۲۹

عن عائشة رضی اللہ تعالٰی عنها انها قالت سألت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم عن الطاعون فاخبرنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم انه کان عذابا یبعثه اللہ تعالٰی علی من یشاء فجعله رحمة للمؤمنین، فلیس من رجل یقع الطاعون فیمکث فی بیته صابرًا محتسبًا یعلم انه لایصیبه الاما کتب اللہ له الاکان له مثل اجر الشهید[31]۔	بیان کیا اس نے یحیٰی بن یعمر سے اس نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی انہوں نے فرمایا میں آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے طاعون کے بارے میں دریافت کیا۔ت) تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا طاعون ایک عذاب تھا کہ اللہ تعالٰی جس پر چاہتا بھیجتا اور اس امت کے لئے اسے رحمت کردیا ہے تو جو شخص زمانہ طاعون میں اپنے گھر میں صبر کئے طلب ثواب کے لئے اس اعتقاد کے ساتھ ٹھہرا رہے کہ اسے وہی پہنچے گا جو خدا نے لکھ دیا ہے اس کے لئے شہید کا ثواب ہے۔

اس حدیث صحیح میں خاص اپنے گھر میں ٹھہرے رہنے کی تصریح ہے۔

ثالثًا: ذرا غور کیجئے تو اس حدیث اور حدیث بخاری میں اصلًا اختلاف نہیں، صحیح بخاری کتاب الطب کے لفظ یہ ہیں:

لیس من عبد یقع الطاعون فیمکث فی بلدہ صابرا[32]۔	کوئی ایسا بندہ نہیں کہ طاعون واقع ہو اور وہ اپنے شہر میں صبر کے ساتھ ٹھہرا رہے(ت)

اور ذکر بنی اسرائیل میں:

لیس من احد یقع الطاعون فیمکث فی بلدہ صابرا محتسبا[33]۔	کوئی ایسا شخص نہیں کہ طاعون واقع ہو پھر وہ اپنے شہر میں صبر کرتے ہوئے ثواب کی خاطر ٹھہرا رہے۔(ت)

اور بداہۃً معلوم ہے کہ مطلقًا روئے زمین میں سے کسی جگہ وقوع طاعون مراد نہیں تو

[31] مسند امام احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۵۲۔۲۵۱

[32] صحیح البخاری کتاب الطب باب اجر الصابرین فی الطاعون قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۵۳

[33] صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب حدیث الغار قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۹۴

حدیث بخاری میں فی بلدہ اور حدیث احمد میں فی بیتہ بر سبیل تنازع یمکث ویقع دونوں سے متعلق ہیں امام عینی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں:

قولہ فی بلدہ مما تنازع الفعلان فیہ اعنی قولہ یقع وقولہ فیمکث[34]۔	ان کا ارشاد "فی بلدہ" اس میں تنازع فعلین (یعنی یمکث اور یقع جو دو فعل ہیں) ان کا فی بلدہ جار مجرور میں تنازع ہے اس ہر ایک چاہتا ہے کہ وہ میرے ساتھ متعلق ہو۔(ت)

تو دونوں روایتوں کا مطلب یہ ہوا کہ جس کے شہر میں طاعون واقع ہو وہ شہر سے نہ بھاگے اور جس کے خود گھر میں واقع ہو وہ اپنے گھر سے نہ بھاگے اور حاصل اسی طرف رجوع کر گیا کہ طاعون سے نہ بھاگے، شہر یا گھر سے بھاگنا لذاتہٖ ممنوع نہیں، اگر کوئی ظالم جبّار شہر میں ظلماً اس کی گرفتاری کو آیا اور یہ اس سے بچنے کو شہر سے بھاگ گیا ہرگز مواخذہ نہیں اگرچہ زمانہ طاعون ہی کا ہو کہ یہ بھاگنا طاعون سے نہ تھا بلکہ ظلم ظالم سے، اور اللہ عزوجل نیت کو جانتا ہے، ولہٰذا حدیث عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ میں ارشاد ہوا:

اذا وقع بارض وانتم بہا فلا تخرجوا فرارا منہ[35]۔	جب کسی جگہ طاعون واقع ہو اور تم وہاں موجود ہو تو طاعون سے بھاگ کر کہیں باہر دوسری جگہ نہ جاؤ۔(ت) نہ کہ منہا (یعنی جائے طاعون سے۔ت)

اور حدیث اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت تامہ شیخین میں اس کے مثل اور روایت مسلم میں یوں آئی:

فلا تخرجوا فرارا منہ[36]۔	جائے طاعون سے باہر نہ جاؤ اس سے بھاگتے ہوئے (ت)

لاجرم شرح صحیح مسلم میں ہے:

اتفقوا علٰی جواز الخروج بشغل وغرض غیر الفرار ودلیلہ صریح الاحادیث[37]۔	اہل علم کا اس پر اتفاق ہے، بھاگنے کے علاوہ کسی دوسرے شغل اور غرض کے لئے مقام طاعون سے باہر نکلنا جائز ہے اور اس کے ثبوت میں صریح احادیث ہیں۔(ت)

[34] عمدۃ القاری شرح البخاری کتاب الطب باب اجر الصابرین فی الطاعون ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۱/ ۲۶

[35] صحیح البخاری کتاب الطب باب مایذکر فی الطاعون قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۵۳

[36] صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعون والطیرۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۲۸

[37] شرح مسلم للنووی کتاب السلام باب الطاعون والطیرۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۲۹

اسی طرح حدیقہ ندیہ میں نقل فرمایا اور مقرر رکھا، اور جب مطمح نظر فرار عن الطاعون ہے نہ کہ عن البلد تو یہ بحث کہ فنائے شہر بھی مثل جمعہ اس حکم میں داخل ہے یا مثل سفر خارج محض طاعون سے بھاگنے کے لئے جو نقل وحرکت ہو سب زیر نہی ہے اگرچہ مضافات خواہ فنا خواہ شہر کی شہر میں۔

رابعًا: نظر کیجئے تو خود یہی حدیث فیمکث فی بلدہ (پھر وہ اپنے شہر میں ٹھہرا رہے۔ت) محلات شہر ہی میں تجویز فرار سے صریح ابا فرما رہی ہے اس میں فقط اتنا ہی نہ فرمایا کہ شہر میں رہے بلکہ صاف ارشاد ہوا:

یمکث فی بلدہ صابرا محتسبا یعلم انہ لایصیبہ الا ماکتب اللہ لہ[38]۔	وہ اپنے شہر میں اللہ تعالٰی سے اجر وثواب کی امید رکھتے ہوئے اور یہ جانتے ہوئے کہ اسے وہی کچھ پہنچے گا جو اللہ تعالٰی نے اس کے مقدر میں لکھ دیا ہے، صبر کا دامن تھامے ہوئے ٹھہرا رہے(ت)

اپنے شہر میں تین وصفوں کے ساتھ ٹھہرے: **اوّل** صبر واستقلال، **دوم** تسلیم وتفویض ورضا بالقضاء پر طلب ثواب، **سوم** یہ سچا اعتقاد کہ بے تقدیر الٰہی کوئی بلا نہیں پہنچ سکتی۔ اب اس کے حال کو اندازہ کیجئے جس کے شہر کے ایک کنارے میں طاعون واقع ہو اور وہ اس کے خوف سے گھر چھوڑ کر دوسرے کنارے کو بھاگ گیا کیا اسے ثابت قدم وصابر ومستقل وراضی بالقضاء کہا جائے گا، وہ ایسا ہوتا تو کیوں بھاگتا، شہر میں اس کا قیام صبر و رضا کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ یہ کنارۂ شہر ہنوز محفوظ ہے کل اگر یہاں بھی طاعون آیا تو اسے یہاں سے بھی بھاگتے دیکھ لینا، اگر اب بیرون شہر جا کر پڑا اور وہاں بھی وبا پہنچی تو مضافات کو بھی چھوڑ کر دوسری ہی بستی میں دم لے گا پھر صابرًا محتسبًا کہاں صادق آیا۔

خامسًا: سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرار عن الطاعون کو جس کا مماثل فرمایا یعنی جہاد سے بھاگنا اسی کے ملاحظہ سے معلوم ہوسکتا ہے کہ شہر چھوڑ کر دوسرے شہر کو چلے جانے ہی پر فرار محصور نہیں کیا اگر امام مسلمانان بیرون شہر کفار سے جہاد کررہا ہو اور کچھ لوگ مقابلہ سے بھاگ کر اپنے گھروں میں جابیٹھیں تو فرار نہ ہوگا ضرور ہوگا بلکہ گھروں میں جا بیٹھنا درکنار اگر معرکہ سے بھاگ کر اسی میدان کے کسی پہاڑ یا غار میں جاچھپے ضرور عار فرار نقد وقت ہوگی کہ میدان کارزار تو ہر طرح چھوڑا اور مقابلہ کفار سے منہ موڑا، نص قرآنی اس پر دلیل صریح ہے:

قال اللہ عزوجل "اِنَّ الَّذِیْنَ	اللہ تعالٰی غالب اور بڑی ذات کا ارشاد ہے بیشک تم

[38] صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب حدیث الغار قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۹۴

"تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾ "[39] وقال جل من قائل "وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ " "اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْۤ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ "[40] الآیۃ۔	میں سے جن لوگوں نے دو جماعتوں کے (جنگ کیلئے) آمنے سامنے آجانے والے دن منہ پھیرا۔ ان کے بعض افعال کی وجہ سے شیطان نے انہیں پھسلادیا بے شک اللہ تعالٰی نے انہیں معاف کردیا کیونکہ اللہ تعالٰی معاف فرمانے والا بردبار ہے، اور اس نے ارشاد فرمایا جو کہنے والوں سے بڑی شان رکھتا ہے، بے شک اللہ تعالٰی نے تمہیں معاف فرمادیا اور اللہ تعالٰی مومنوں پر احسان فرمانے والا ہے، اور یاد کرو جب تم اوپر چڑھ رہے تھے اور پیچھے مُڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے اور رسول مکرم تمہیں آوازیں دے کر بلارہے تھے پھر تمہیں غم پر غم نے آلیا الآیۃ (ت)

معالم میں ہے:

قرأ ابوعبدالرحمٰن السلمی وقتادۃ تصعدون بفتح التاء والعین والقراءۃ المعروفۃ بضم التاء وکسر العین والاصعاد السیر فی الارض والصعود الارتفاع علی الجبال والسطوح وکلیتا القراء تین صواب فقد کان یومئذ من المنہزمین مصعد وصاعد[41] اھ باختصار۔	ابوعبدالرحمٰن سلمی اور قتادہ نے اس لفظ تصعدون کے حرف تاء اور عین کو زبر سے پڑھا ہے جبکہ مشہور قرأت تاء کی پیش اور عین کی زیر کے ساتھ ہے، پھر وہ اس طور پر ابواب مزید باب افعال سے ہونے کی وجہ سے "اَلْاِصْعَاد" سے بنا ہے جس کے معنی "زمین میں چلنا" ہے جبکہ پہلے طور پر مجرد ہونے کی وجہ سے لفظ "صعود" سے بنا ہے جس کے معنی "اوپر چڑھنا، بلندی پر جانا" ہے خواہ چھتوں پر ہو یا پہاڑوں پر۔ اور دونوں قرائتیں درست اور صحیح ہیں۔ پس اس دن کچھ شکست خوردہ لوگ منہ اٹھائے بھاگے جارہے تھے اور کچھ قریبی پہاڑی پر چڑھ رہے تھے اھ باختصار (ت)

سادسًا: جن حکمتوں کی بناپر حکیم کریم رؤف رحیم علیہ وعلٰی آلہ الصلٰوۃ والتسلیم نے طاعون سے

---

[39] القرآن الکریم ۳/ ۱۵۵

[40] القرآن الکریم ۳/ ۱۵۲

[41] معالم التنزیل علی ہامش الخازن تحت آیۃ ولقد عفاعنکم الخ مصطفی البابی الحلبی مصر ۱/ ۴۳۴

فرار حرام فرمایا ان میں ایک حکمت یہ ہے کہ اگر تندرست بھاگ جائیں گے بیمار ضائع رہ جائیں گے ان کا کوئی تیماردار ہوگا نہ خبر گیراں، پھر جو مریں گے ان کی تجہیز وتکفین کون کرے گا، جس طرح خود آج کل ہمارے شہر اور گردونواح کے ہنود میں مشہور ہورہا ہے کہ اولاد کو ماں باپ، ماں باپ کو اولاد نے چھوڑ کر اپنا راستہ لیا، بڑوں بڑوں کی لاشیں مزدوروں نے ٹھیلے پر ڈال کر جہنم پہنچائیں، اگر شرع مطہر مسلمانوں کو بھی بھاگنے کا حکم دیتی تو معاذاللہ یہی بے بسی بیکسی ان کے مریضوں میتوں کو بھی گھیرتی جسے شرع قطعًا حرام فرماتی ہے۔ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں ہے:

(لاتخرجوا فرارا منه)فانه فرارمن القدر ولئلا تضیع المرضی لعدم من یتعهدهم والموتی ممن یجهزهم [42]۔	(مقام طاعون سے بھاگ کر کہیں باہر نہ جاؤ) کیونکہ یہ تقدیر الٰہی سے بھاگنے کے مترادف ہے اور تاکہ بیمار ضائع نہ ہونے پائیں اس لئے کہ اس افراتفری کے باعث مریضوں کی نگہبانی اور حفاظت کے لئے کوئی نہیں ہوگا اور مرنے والوں کی تجہیز وتکفین اور تدفین کے لئے بھی کوئی نہ ہوگا۔ (ت)

اسی طرح زرقانی [43] شرح علی مؤطا میں ہے۔ عینی [44] شرح بخاری میں بھی اسے نقل کرکے مقرر رکھا۔ ظاہر یہ ہے کہ علت جس طرح غیر شہر کو بھاگ جانے میں ہے یونہی بیرون شہر جا پڑنے بلکہ محلّہ مریضان چھوڑ کر محلّہ صحیحان میں جا بسنے میں بھی، تو حق یہ کہ بہ نیت فرار مطلقًا نقل وحرکت حرام ہے نیز یہ علت موجب ہے کہ نہ صرف طاعون بلکہ ہر وبا کا یہی حکم ہے اھ، ولہٰذا شیخ محقق رحمہ اللہ تعالٰی نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرمایا:

انچہ دراحادیث مذکور شدہ وبر گریختن ازاں وبیرون رفتن از شہرے کہ واقع شدہ اشد دراں نہی کردہ ووعید نمودہ وتشبیہ بفرار از زحف دادہ برصبر براں بشادت حکم کردہ مراد وباو موت عام ومرض عام ست ومخصوص بانچہ اطبا تعیین	جو کچھ حدیثوں میں ذکر کیا گیا کہ طاعون سے بھاگنا اور شہر سے باہر چلے جانا تو اس سے منع فرمایا گیا اور اس پر عذاب کی دھمکی دی گئی اور اسے جنگ سے بھاگنے کے مترادف قرار دیا گیا اور قدم جما کر وہیں ٹھہرے رہنے پر شھادت کا حکم سنایا گیا لہٰذا اس سے وبا اور عام موت کا

[42] ارشاد الساری شرح البخاری کتاب الطب باب مایذکر فی الطاعون دارالکتاب العربی بیروت ۸ /۳۸۵

[43] شرح الزرقانی علی مؤطا امام مالك تحت حدیث ۱۷۲۱ دارالمعرفة بیروت ۴ /۲۴۰

[44] عمدة القاری شرح صحیح البخاری کتاب الانبیاء ادارة الطباعة المنیریة بیروت ۱۶/ ۵۹

نمودہ اندنیست ولہذا دراحادیث بہ لفظ وبا وموت عام مذکورشدہ واگرچہ بلفظ طاعون نیز واقع شدہ امامراد معنی وباست وغلط کردہ کہ طاعون رابر مصطلح اطباء حمل کردہ ودر غیرآں فرار مباح داشتہ واگر فرضا برہمیں معنی محمول باشد فردے ازوباخواہد بود نہ مخصوص بآں وایں قائل آں احادیث راکہ دروے لفظ وبا وموت عام واقع شدہ چہ خواہد گفت۔ نسأل اللہ العافیۃ[45]۔	ذکر کیاگیا اگرچہ لفظ طاعون بھی وارد ہوا ہے لیکن اس میں بھی وبا کے معنی مراد ہیں۔لہٰذا یہ غلطی ہوگئی کہ طاعون کو طبیبوں کی خصوصی اصطلاح پر قیاس کرلیاگیا اس لئے دوسری وبائی امراض سے بھاگنا مباح سمجھاگیا،اگر بالفرض اسی معنی پر بھی کلام کو محمول کیاجائے تو پھر وہ ازقسم وبا ہوجائے گا نہ کہ اس معنی کے ساتھ مخصوص۔لہٰذا یہ قائل ان حدیثوں کے متعلق کیاکہے گا کہ جن میں لفظ وبا اور موت عام کے الفاظ مذکور ہوئے ہیں۔ہم اللہ تعالٰی سے عافیت کاسوال کرتے ہیں۔(ت)

فائدہ: امام احمد مسند اور ابن سعد طبقات میں ابوعسیب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسند صحیح روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتانی جبرئیل بالحمی والطاعون فامسکت الحمی بالمدینۃ وارسلت الطاعون الی الشام فالطاعون شہادۃ لامتی ورحمۃ لھم ورجس علی الکافرین[46]۔	میرے پاس جبرئیل امی علیہ الصلٰوۃ والتسلیم بخار اور طاعون لے کرحاضر ہوئے میں نے بخار مدینہ طیبہ میں رہنے دیااور طاعون ملک شام کو بھیج دیا،تو طاعون میری امت کے لئے شہادت ورحمت اور کافروں پر عذاب ونقمت ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو معلوم تھا کہ طاعون کو ملک شام کاحکم ہوا ہے اور بلادشام فتح کرنے تھے لہٰذا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ جو لشکر ملک شام کو روانہ فرماتے اس سے دونوں باتوں پریکساں بیعت وعہدوپیمان لیتے،ایک یہ کہ دشمنوں کے نیزوں سے نہ بھاگنا،دوسرے یہ کہ طاعون سے نہ بھاگنا،امام مسدد استاذ امام بخاری ومسلم اپنی مسند میں ابوالسفر سے روایت کرتے ہیں:

قال کان ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ اذا بعث الی الشام بایعھم علی	ابوالسفر نے کہا حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ جب کوئی لشکر ملک شام روانہ فرماتے توان سے

[45] اشعۃ اللمعات کتاب الجنائز باب عیادۃ المریض الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۸-۶۳۷

[46] مسند امام احمد عن ابی عسیب رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵ /۸۱

الطعن والطاعون [47]۔	یہ بیعت (عہد و پیمان) لیتے کہ ایک تو دشمن کے نیزوں سے نہ بھاگنا دوسرے مقام طاعون سے نہ بھاگنا۔ (ت)

یہاں سے خوب ثابت وظاہر ہوا کہ مسلمانوں کو فرار عن الطاعون کی ترغیب دینے والا ان کا خیر خواہ نہیں بدخواہ ہے اور طبیبوں ڈاکٹروں کا اس میں صبر واستقلال سے منع کرنا خیر وصلاح کے خلاف باطل راہ ہے، اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سارے جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور مسلمانوں پر بالتخصیص رؤف رحیم بنایا اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے ارحم امتی بامتی ابوبکر [48] (میری امت میں میری امت کے ساتھ سب سے بڑے مہربان ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالٰی عنہ) ہیں۔ت) حدیث میں آیا یعنی جو رافت ورحمت میری امت کے حال پر ابوبکر کو ہے اتنی تمام امت میں کسی کو نہیں،
اگر طاعون سے بھاگنے میں بھلائی اور ٹھہرنے میں برائی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ اپنی امت پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہیں کیوں ٹھہرنے کی ترغیب دیتے اور بھاگنے سے اس قدر تاکید شدید کے ساتھ منع فرماتے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ تمام امت میں سب سے بڑھ کر خیر خواہ امت ہیں کیوں اس سے نہ بھاگنے کا عہد وپیمان لیتے، معلوم ہوا کہ طاعون سے بھاگنے کی ترغیب دینے والے ہی حقیقۃً امت کے بدخواہ اور الٹی مت سمجھانے والے ہیں والعیاذ باللہ تعالٰی، جیسے کوئی بدعقل بے تمیز کج فہم عورت پڑھنے کی محنت استاذ کی شدت دیکھ کر اپنے بچے کو مکتب سے بھاگ آنے کی ترغیب دے وہ اپنے خیال باطل میں اسے محبت سمجھتی ہے حالانکہ صریح دشمنی ہے ع

دوستی بیخرداں دشمنی ست
(بیوقوفوں کی دوستی درحقیقت دشمنی ہوتی ہے۔ت)

بدنصیب وہ بچہ کہ اس کے کہنے میں آجائے اور مہربان باپ کی تاکید وتہدید خیال میں نہ لائے بلکہ انصافاً یہ حالت اس مثال سے بھی بدتر ہے مکتب میں پڑھنے کی محنت سبھی پر ہوتی ہے اور شدت بھی غالب واکثری ہے اور جہاں طاعون پھوٹے وہاں سب یا اکثر کا مبتلا ہونا کچھ ضرور نہیں بلکہ باذنہ تعالٰی محفوظ ہی رہنے والوں کا شمار زائد ہوتا ہے ولہٰذا آگ اور زلزلے پر اس کا قیاس باطل "وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ" [49] (لوگو! اپنے ہاتھوں ہلاک میں نہ پڑو۔ت) کے نیچے سمجھنا محض وسوسہ ہے کہ ان میں ہلاک غالب ہے جیسا کہ کلام حضرت

47

48 مسند امام احمد عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۲۸۱

49 القرآن الکریم ۲/ ۱۹۵

شیخ محقق قدس سرہ، سے گزرا اور سچا ہلاک تو یہ ہے کہ مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد اقدس کو کہ عین رحمت وخیر خواہی امت ہے معاذاللہ مضرّت رساں خیال کیا جائے اور اس کے مقابل طبیبوں اور ڈاکٹروں کی بات کو اپنے لئے نافع سمجھا جائے۔ ع

ببیں کہ از کہ بریدی و باکہ پیوستی

(دیکھو تو سہی کہ تم نے کس سے رشتہ کاٹا اور کس سے رشتہ جوڑا اور ملایا۔ ت)

ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم (کسی کی کوئی طاقت اور قوت نہیں مگر اللہ تعالٰی کی عطاء وبخشش سے ہے جو بلند مرتبہ اور عظیم الشان ہے۔ ت) ولہذا اسلف صالح کا داب یہی رہا کہ طاعون میں صبر واستقلال سے کام لیتے۔ امام ابوعمر بن عبدالبر فرماتے ہیں:

لم یبلغنی عن احد من حملۃ العلم انہ فر منہ الا ما ذکر المداینی ان علی بن زید بن جدعان ھرب منہ الی السیالۃ فکان یجمع کل جمعۃ ویرجع اذا جمع صاحوا بہ فر من الطاعون فطعن فمات بالسیالہ[50]۔	یعنی مجھے کسی کی نسبت یہ روایت نہ پہنچی کہ وہ طاعون سے بھاگا ہو مگر وہ جو مدائنی نے ذکر کیا کہ علی بن زید بن جدعان طاعون میں شہر سے بھاگ کر سیالہ کو چلے گئے تھے ہر جمعہ کو شہر میں آکر نماز پڑھتے اور پلٹ جاتے جب پلٹتے لوگ شور مچاتے طاعون سے بھاگا ہے آخر سیالہ میں طاعون ہی میں مبتلا ہو کر مرے۔

یہ علی بن زید کچھ ایسے مستند علما سے نہ تھے امام سفیان بن عیینہ وامام حماد بن زید وامام احمد بن حنبل وامام یحیٰی بن معین وامام بخاری وامام ابوحاتم وامام ابن خزیمہ وامام عجلی وامام دارقطنی وغیرھم عامہ ائمہ جرح وتعدیل نے ان کی تضعیف کی، اور مذہب کے بھی کچھ ٹھیک نہ تھے، عجلی نے کہا شیعی تھا بلکہ امام یزید بن زریع سے مروی ہوا رافضی تھا، پھر اس کا یہ فعل زمانہ سلامت عقل وصحت حواس کا بھی نہ تھا، آخر عمر میں عقل صحیح نہ رہی تھی، امام شعبہ بن الحجاج نے فرمایا: حدثنا علی قبل ان یختلط[51] (ہم سے علی بن زید نے زمانہ اختلاط عقل سے پہلے بیان کیا ہے۔ ت) فسوی نے کہا: اختلط فی کبرہ[52] (اس کو بڑھاپے میں اختلاط ہو گیا تھا۔ ت) پھر ہر جمعہ کو نماز کے لئے شہر یعنی بصرہ میں آنا اور نماز پڑھ کر پلٹ جانا دلیل واضح ہے

---

[50] التمہید لابن عبدالبر عبداللہ بن عامر بن ربیعۃ رقم ۱ المکتبۃ القدوسیہ لاہور ۶/ ۱۵۔ ۲۱۴

[51] میزان الاعتدال ترجمہ علی بن زید ۵۸۴۴ دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۱۲۷

[52] میزان الاعتدال ترجمہ علی بن زید ۵۸۴۴ دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۱۲۸

کہ سیالہ کوئی ایسی ہی قریب جگہ بصرہ سے تھی علی بن زید کا انتقال ۱۳۱ھ میں ہے وہ زمانہ تابعین کا تھا، توثابت ہوا کہ مضافات شہر میں چلاجانا بھی اسی فرار حرام میں داخل ہے جس پر یہ شخص تمام شہر میں مطعون وانگشت نما ہوا ہر جمعہ کو اس کے پلٹتے وقت اہل شہر میں کہ تابعین وتبع تابعین ہی تھے غل پڑجاتا کہ وہ طاعون سے بھاگا۔ **والعیاذ باللہ تعالٰی**۔

تنبیہ نبیہ: جس طرح طاعون سے بھاگنا حرام ہے اور اس کے لئے وہاں جانا بھی ناجائز وگناہ ہے، احادیث صریحہ میں دونوں سے ممانعت فرمائی، پہلے میں تقدیرالٰہی سے بھاگنا ہے تودوسرے میں بلائے الٰہی سے مقابلہ کرنا ہے اور اس کے لئے اظہار توکل کاعذر محض سفاہت۔ توکل معارضہ اسباب کانام نہیں۔ امام اجل ابن دقیق العید رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں:

الاقدام علیه تعرض للبلاء ولعله لایصبر علیه وربما کان فیه ضرب من الدعوی لمقام الصبر او التوکل فمنع ذٰلك لاغترار النفس ودعوٰها مالاتثبت علیه عند التحقیق[53]۔	اس پر اقدام کرنا اپنے آپ کو مصیبت اور بلاء پر پیش کرنا ہے اور وہ اس پر صبر نہ کرسکے گا اور کبھی اس میں ایک قسم کی شان دعوی پیدا ہوجاتی ہے صبر اور توکل کے مقام کی، پس اس لئے اس سے روک دیا گیا فریب نفس سے بچاؤ کی خاطر اور نفس کے دعووں سے بچاؤ کی خاطر کہ جس پر درحقیقت کوئی استقرار اور ثبات نہیں۔(ت)

اس قدر کی ممانعت میں ہرگز گنجائش سخن نہیں، اب رہا یہ کہ جب طاعون سے بھاگنے یا اس کے مقابلہ کی نیت نہ ہو تو شہر طاعونی سے نکلنا یادوسری جگہ سے اس میں جانا فی نفسہٖ کیسا ہے، اس میں ہمارے علماء کی تحقیق یہ ہے کہ بجائے خود حرام نہیں مگر نظربہ پیش بینی یہاں دوصورتیں ہیں ایک یہ کہ انسان کامل الایمان ہے "لَّنۡ یُّصِیۡبَنَاۤ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا ۚ"[54] (ہمیں ہرگز کچھ نہیں پہنچ سکتا سوائے اس کے جو اللہ تعالٰی نے ہمارے لئے لکھ دیا ہے۔ت) کی بشاشت ونورانیت اس کے دل کے اندر سرایت کئے ہوئے ہے اگر طاعونی شہر میں کسی کام کوجائے اور مبتلا ہوجائے تواسے یہ پشیمانی عارض نہ ہوگی کہ ناحق آیا کہ بلاء نے لے لیا یا کسی کام کو باہر جائے تو یہ خیال نہ کرے گا کہ خوب ہوا کہ اس بلا سے نکل آیا، خلاصہ یہ کہ اس کاآنا جانا بالکل ایسا ہو جیسا طاعون نہ ہونے کے زمانہ میں ہوتا تواسے خالص اجازت ہے

[53] شرح الزرقانی علی مؤطاالامام مالك باب ماجاء فی الطاعون تحت حدیث ۱۷۲۰ دارالمعرفۃ بیروت ۴/ ۲۳۸

[54] القرآن الکریم ۹/ ۵۱

اپنے کاموں کو آئے جائے جو چاہے کرے کہ نہ فی الحال نیت فاسدہ ہے نہ آئندہ فساد فکر کا اندیشہ ہے اور جو ایسانہ ہو اسے مکروہ ہے کہ اگرچہ فی الحال نیت فاسدہ نہیں کہ حکم حرمت ہو مگر آئندہ فساد پیدا ہونے کا اندیشہ ہے لہذا کراہت ہے وہ حدیثیں جن میں خود شہر طاعونی سے نکلنے اور اس میں جانے کی ممانعت مروی ہوئی جیسے ایک روایت حدیث اسامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے الفاظ:

اذا سمعتم بالطاعون بارض فلاتدخلوها واذاوقع بارض وانتم بها فلاتخرجوا منها رواہ الشیخان[55]۔	جب کسی سرزمین میں طاعون واقع ہو جائے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر طاعون پھوٹ پڑنے والی جگہ تم موجود ہو تو پھر وہاں سے نہ نکلو۔ بخاری و مسلم نے اسے روایت کیا ہے۔(ت)

یا ایک روایت حدیث عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لفظ:

فاذا سمعتم بہ فی ارض فلاتدخلوها رواہ الطبرانی فی الکبیر[56]۔	اگر کسی جگہ طاعون کے ظاہر ہونے کے متعلق سنو تو پھر وہاں ہرگز نہ جاؤ۔ امام طبرانی نے معجم کبیر میں اسے روایت کیا ہے۔(ت)

یا حدیث عکرمہ بن خالد المخزومی عن ابیہ وعمہ عن جدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ:

اذاوقع الطاعون فی ارض وانتم بها فلاتخرجوا منها وان کنتم بغیرها فلاتقدموا علیها رواہ احمد و الطحاوی والطبرانی والبغوی وابن قانع[57]۔	جب کسی خطہ زمین پر طاعون پھیل جائے اور تم پہلے سے وہاں اقامت پذیر ہو تو پھر وہاں سے نہ نکلو، اور اگر تم کسی دوسری جگہ ہو تو مقام طاعون پر نہ جاؤ۔ امام احمد، طحاوی، طبرانی، بغوی اور ابن قانع نے اسے روایت کیا ہے۔(ت)

یہ اگر اپنے اطلاق پر رکھی جائیں یعنی نیت فرار و مقابلہ سے مقید نہ کی جائیں۔

بناء علی ماحقق الامام ابن الهمام	اس بنا پر کہ شیخ محقق امام ابن ہمام نے یہ تحقیق

[55] صحیح البخاری کتاب الطب باب مایذکر فی الطاعون قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۵۳، صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعون والطیرۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۲۸

[56] المعجم الکبیر حدیث ۲۶۸ و ۲۷۲ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱/ ۱۳۰ و ۱۳۱

[57] شرح معانی الآثار کتاب الکراھۃ باب الاجتناب من ذی داء الطاعون ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۱۵، المعجم الکبیر حدیث ۲۱ ۱۸/ ۱۵ و کنزالعمال حدیث ۲۸۴۶۱ ۱۰/ ۸۲ و مسند احمد بن حنبل ۳/ ۴۱۶

ان المطلق لایحمل علی المقید وان اتحد الحکم والحادثۃ مالم تدع الیہ ضرورۃ کمافی الفتح[58]۔	فرمائی ہے کہ حکم مطلق کسی مقید پر محمول نہیں کیاجائے گا اگرچہ حکم اور حادثہ ایک ہوں جب تک کہ کوئی ضرورت داعی نہ ہو جیساکہ فتح القدیر میں ہے۔(ت)

توان کا محمل یہی صورت کراہت ہے جو ابھی مذکور ہوئی اور اطلاق اس بناء پر کہ اکثر لوگ اسی قسم کے ہوتے ہیں اور احکام کی بناء کثیر وغالب پر ہے۔ درمختار میں ہے:

اذا خرج من بلدۃ بہا الطاعون فان علم ان کل شیئ بقدر اللہ تعالٰی فلاباٌس بان یخرج ویدخل وان کان عندہ انہ لوخرج نجا ولودخل ابتلی بہ کرہ لہ ذٰلك فلایدخل ولایخرج صیانۃ لاعتقادہ و علیہ حمل النہی فی الحدیث الشریف۔ مجمع الفتاوٰی[59] اھ۔	جب کوئی کسی ایسے شہر سے نکلے جہاں طاعون پھیلاہوا ہو اگروہ جانتا اور پختہ یقین رکھتاہو کہ ہر چیز اللہ تعالٰی کی قضا و قدر سے وقوع پذیر ہوتی ہے تو اس کی آمدورفت، دخول و خروج میں کوئی حرج نہیں اور اگراس کے خیال میں یہ ہو کہ اگر یہاں سے باہر چلاگیا تو بچ جاؤں گا اور یہاں سے نہ نکلا تو مرض میں مبتلاہو جاؤں گا تو ایسے شخص کے لئے نقل وحرکت مکروہ ہے لہٰذا نہ مقام طاعون پر جائے اور نہ مقام طاعون سے نکلے اپنے اعتقاد کو بچانے اور محفوظ رکھنے کے لئے۔ پس اسی حدیث شریف کی نہی محمول ہے اھ۔(ت)

اسی طرح فتاوٰی ظہیریہ میں ہے وتمام تحقیقہ فی ماعلقناہ علی ردالمحتار (اس کی پوری تحقیق ہم نے ردالمحتار (فتاوٰی شامی) کے حواشی پر چڑھادی ہے۔ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

رسالہ

تیسر الماعون للسکن فی الطاعون

ختم ہوا

---

[58] فتح القدیر باب الظہار فصل فی الکفّارۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/ ۱۰۸

[59] درمختار مسائل شتّٰی قبیل کتاب الفرائض مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۳۵۱